درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

ثرید کی فضیلت' نبوت مردوں کی خصوصیت' خواتین اور رجال کا دائرہ کار' حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا تذکرہ اور دیگر اہم علمی مباحث۔

> حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے درس ترمذی شریف جلد ثانی کا سلسلہ "الحق" ہی چل رہا تھا جسے علمی اور تدریسی حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا تھا مگر بیچ میں یہ اقساط جاری نہ رہ سکے جس پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ اب انشاء اللہ ہر ماہ مولانا کے درسی افادات سے قارئین مستفید ہو سکیں گے۔ (ادارہ)

باب ماجاء فی فضل الثرید :"حدثنا محمد بن المثنی ثنا محمد بن جعفرثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن مرة الهمدانی عن ابی موسیٰ الاشعری عن النبی صلی الله علیه وسلم ' قال کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الامریم بنت عمران وأسیة امرأة فرعون وفضل عائشة علی النساء کفضل الثریدعلیٰ سائرالطعام وفی الباب عن عائشة وانس هذاحدیث صحیح "

باب : ثرید کی فضیلت میں : ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : مردوں میں سے بہت سے لوگ کامل گزرے ہیں لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمرانؓ ' فرعون کی بیوی اسیہؓ اور عائشہؓ کے علاوہ کوئی کامل نہیں۔ اور عائشہؓ کی تمام عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حضرت عائشہؓ اور حضرت انسؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ اس ترجمۃ الباب کے انعقاد سے مصنف کی غرض ثرید کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ یوں تو کھانے اور طعام اپنے انواع اور اقسام کے لحاظ سے

مختلف اور بہت زیادہ ہیں مگر ثرید طبّی لحاظ سے 'ذائقہ اور لذت کے لحاظ سے 'سہولت اور آسانی کے لحاظ سے سب کھانوں سے فائق اور افضل ہے۔

ثرید کا لغوی اور اصطلاحی معنی: ثرید بمعنی مثرود کے ہے۔ ثرد ضرب کے باب سے ہے بمعنی توڑنے کے خواہ گوشت کے شوربے میں توڑا جائے یا کسی اور سالن میں 'ثرید دوسرے معنی میں خلط کرنے اور ملا دینے کے بھی آتے ہیں جیسے ثرد کپڑے میں رنگ ملادیا۔ روٹی کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے شوربے میں بھگو کر نرم کر کے کھائی جانے والی غذا کو ثرید کہتے ہیں۔

" وہو ان یثرد الخبز بمرق اللحلم وقدیکون معہ اللحم "۔

ثرید کی فضیلت: اور اصل چیز گوشت کی یخنی ہوتی ہے جیسے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی گوشت پکائے تو اس میں شوربہ بنادیا کرے کہ آس پاس کسی پڑوسی اور محتاج کو بھی دیا جاسکے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر گوشت کم ہو کسی کو اتنا نہ دیا جاسکے تو شوربہ بھی ایک گونہ گوشت ہی ہے وھواحد اللحمین ۔اس سے قبل باب اکثار المرقۃ میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔ ثرید کھلانا سخاوت کی علامت ہے۔ مہمانی میں کنجوسی اور تنگی کرنا معیوب ہے۔ کھانے کی بعض چیزیں لذیذ ہوتی ہیں مگر غذائیت سے خالی جیسے بینگن وغیرہ اور بعض میں لذت نہیں مگر غذائیت سے بھرپور ہوتی ہیں جیسے شلغم وغیرہ۔ بعض میں لذت بھی اور غذائیت بھی ہوتی ہے جیسے ثرید کہ اس میں لذت بھی ہے اور غذائیت بھی۔ زود ہضم بھی ہے اور آسان و یسیر بھی۔ اسلئے شارحین کہتے ہیں الثرید افضل طعام۔ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے "قال کان احب الطعام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الثرید من الخبز والثرید من الحیس " یعنی حضور اکرم ﷺ کے ہاں روٹی کا ثرید اور حیس (حلیم قسم کی چیزیں) کا ثرید زیادہ پسندیدہ کھانا تھا۔ حیس کا ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو چھوہارے گھی اور دہی کے بنے ہوئے پنیر کو ملا کر مالیدہ کی طرح بنالیا جائے۔

ثرید افضل الاطعمہ ہے: کفضل الثرید علی سائر الطعام: سائر کا معنی بقیہ کے ہیں مگر توسعاً یہاں بمعنی جمیع طعام ہیں۔ یہ بات کسی حد تک پہلے ہی ضمناً عرض کی جاچکی ہے اس جگہ بعض حضرات یہ شبہ کرتے ہیں کہ ثرید مشبہ بہ ہے جبکہ عام لوگوں میں وہ افضل نہیں ہے بلکہ اپنی اپنی

طبعی افتاد کے مطابق لوگوں کے ہاں اس سے بھی بہتر بہتر کھانے تیار کئے جاتے ہیں اور وہ انہیں افضل سمجھتے ہیں تو شارحین حدیث تخصیص ثرید کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لذت اور ذائقہ میں اگرچہ دیگر اطعمہ اس سے بڑھ جائیں مگر منافع کے لحاظ سے ثرید بہر حال افضل ہے کہ اس کے کھانے میں مشقت نہیں وقت کم خرچ ہوتا ہے جلدی ہضم ہوتا ہے۔ غذائیت جو اس میں ہے وہ کسی بھی دوسرے طعام میں نہیں ہے۔ طبی نقطہ نظر سے حکماء کا اتفاق ہے کہ اگر ایک شخص محتاط طریقہ سے ثرید پر مداومت کرے تو بوڑھا بھی جوان ہو جائے جو تغذیۃ اور تمنیہ ثرید میں ہے وہ دنیا کے کسی طعام میں بھی نہیں ہے۔ منافع کے لحاظ سے ثرید افضل الاطعمہ ہے۔ ہاشم جو حضور اکرم ﷺ کے جد امجد ہیں کے حالات میں لکھا ہے کہ ہاشم ان کا لقب تھا ہاشم کا معنی توڑنے والا کہ وہ روٹی توڑ توڑ کر حاجیوں کو ہر سال ثرید کھلایا کرتے تھے ان کا ثرید مشہور تھا یہاں تک کہ وہ ثرید ہاشم کے نام سے مشہور ہو گیا اور کوئی کھانا ثرید ہاشم سے افضل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ

" وهو اول من هشم الثريد للحجيج"

رجال میں ارباب فضل و کمال : "قال كمل من الرجال كثيرولم يكمل من النساء الامريم بنت عمران وآسيه امرءة فرعون كمل میم پر تینوں اعراب آتے ہیں نصر کرم اور علم کے ابواب سے ہے ای صار کاملاً یابلغ مبلغ الکمال" من الرجال یعنی مردوں کی نوع میں ہر دور میں ہر زمانہ میں بڑے بڑے صاحب کمال پیدا ہوئے ہیں رسول بھی اور انبیاء بھی، خلفاء بھی اور علماء و اولیاء بھی، مجاہدین اور فاتحین و جرنیل بھی۔ مردوں میں ارباب علم و کمال تو بہت ہیں محدثین، مفسرین، علماء مشائخ، محققین، سائنسدان، سکالرز اور مصنفین وغیرہ۔ ایک دنیا بھری پڑی ہے۔ یہ سب اللہ کی دین ہے کہ اللہ پاک علم و فضل اور کمال کیلئے جسکو چاہتے ہیں چن لیتے ہیں کمالات سے نوازتے ہیں۔ مردوں کو اللہ نے خواتین پر یہ فضیلت اور فوقیت دی ہے کہ ان میں صاحب کمال اور ارباب فضل کی تعداد زیادہ ہے۔ جبکہ عورتوں میں باکمال خواتین بہت کم ہوتی ہیں اور عموماً مشاہدہ یہی ہے کہ کمال گویا رجال کے ساتھ مخصوص ہے جبکہ عورتوں کا دائرہ کار محدود ہونے کیوجہ سے انہیں کسب کمال کا موقعہ کم ملتا ہے۔

نبوت رجال کا خاصہ ہے : عورت نبی بن سکتی ہے یا نہیں اس پر علماء نے تفصیلی روشنی ڈالی

ہے۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ مردوں میں سے چنتے ہیں اس بارے میں صریح نصوص موجود ہیں۔ کہ مردوں میں نبی آئے گا خاتون نبی نہیں بن سکتی۔ نبوت ایک مقدس منصب ہے اس کے جو تقاضے ہیں طہارت پاکیزگی جرأت' بہادری' وحی' تبلیغ یہ سب مردوں کی خصوصیت کا تقاضا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نبی سوتا بھی ہے تو دل بیدار رہتا ہے۔ تنام عینای ولا ینام قلبی عورت میں یہ صلاحیتیں نہیں ہیں۔ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے چند مخصوص مقاصد کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ پھر اس کے ساتھ چند لوازمات لگا دیے ہیں کبھی حیض ہے کبھی نفاس ہے۔ اعذار میں مبتلا رہتی ہے ادھر بچہ جنے گی اور ادھر وحی آئے گی بھلا دونوں کا اجتماع کیونکر ممکن ہو سکتا تھا دونوں کا اجتماع خلاف فطرت ہے۔ اسی طرح حکومت اور اقتدار کا مطالبہ عورت کی جانب سے کہ مجھے حکومت ملے تو یہ بھی فطرت کے خلاف جنگ ہے۔ عورتوں کی ذمہ داریوں کا دائرہ کار مخصوص اور محدود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے خواتین کو نبوت کی ذمہ داری نہیں سونپی۔

مردوں اور خواتین میں فطری امتیاز : بہر حال بات یہ چل رہی تھی کہ خواتین میں بہت کم ایسی ہوتی ہیں جو باکمال ہوتی ہیں عورتیں مردوں کی طرح خود کو طلب علم کیلئے وقف نہیں کرا سکیں اور نہ ہی مردوں کی طرح وہ وقت دے سکتی ہیں۔ نکاح' حمل' ولادت' حیض' نفاس' رضاعت حضانت یہ سب مسائل عورتوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ مگر بایں ہمہ جن خواتین نے تحصیل علم کمال کی طرف توجہ کی ہے وہ بھی قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔ اس موضوع پر اسلامی تاریخ میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں کس قدر عظیم خواتین' مصنفات' فقیہات' مفسرات' مدرسات اور مبلغات گذری ہیں یہ بھی حضور اکرم ﷺ کا کمال ہے۔ ہمارے پیارے پیغمبر کا بڑا معجزہ علم ہے۔ آپ کی امت کی خصوصیت اور خاصیت بھی علم ہے اور یہ رسول اکرم ﷺ کا اعجاز ہے اور یہ اعجاز حضور اقدس ﷺ پر ختم نہیں ہو جاتا یہ اعجاز علم کی شکل میں قیامت تک امت محمدیہ پر حاوی اور جاری و ساری رہے گا اور یہ رسول اللہ ﷺ کی امت کا اختصاص ہے کہ اس میں ہزاروں ایسی خواتین گذری ہیں کہ جو علم کے بڑے بڑے خزانے اور معرفت کی مینار تھیں۔

حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؓ : حضور اقدس ﷺ نے امم سابقہ کی دو باکمال خواتین کا ذکر

فرمایا ہے۔ ایک مریمؑ بنت عمران اور دوسری آسیہؓ زوجہ فرعون۔ ان کا ایمان ویقین مضبوط اور مستحکم تھا۔ قرآن مجید میں بھی مختلف مقامات پر ان کا ذکر آیا ہے۔

کیا مریم اور آسیہ نبیہ تھیں ؟ : بعض شروحات حدیث میں بھی اور بعض علماء کرام نے بھی رائے ظاہر کی ہے کہ عورت نبی ہو سکتی ہے۔ اشعری علامہ ابن حزم وغیرہ کی رائے ہے کہ حضرت مریم اور حضرت آسیہ دونوں منصب نبوت پر فائز ہوئی تھیں جبکہ جمہور فرماتے ہیں کہ نبی مرد ہوتے ہیں کوئی عورت نبی نہیں بن سکتی۔ امام الحرمین نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے وہ حضرت مریم، آسیہ، ام موسیٰ سارہ اور ہاجرہ حضرت حواء کو بھی نبی نہیں مانتے بالخصوص مریم کے بارے میں تو وامۃ صدیقہ آیا ہے۔ جو انکے نبوت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ خواتین کے بارے میں قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے پاس فرشتے وحی لے کر آتے تھے۔ مریم کے بارے میں تو موسیٰ، ادریس، اسماعیل، ابراہیم علیہم السلام کی طرح قرآن میں ہے۔ "واذکر فی الکتب ابراہیم" اور کہا گیا "وارسلنا الیھا روحنا الایۃ "۔ جیسے صریح آیات ذکر ہیں۔ بہر حال اس موضوع پر علامہ ابن حزم نے کتاب الفصل بین الملل والنحل میں بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وحی کو قرآن نے انبیاء ورسل کیلئے مخصوص کیا ہے اس میں ایک حصہ بنی نوع انسانیت کے ارشاد وہدایت تعلیم امر ونواھی اور تکلیف بالاحکام کا ہے۔ دوسری قسم وحی کی کسی فرد کو بشارت، مشورہ، آنے والے کی واقعہ کا قبل ازوقت اطلاع دینا یا خاص کسی فرد کو مخصوص حکم اور ہدایت دینا ہوتا ہے۔ تو پہلی وحی کو نبوت مع الرسالۃ کہا جائے گا۔ وہ بالاتفاق مردوں کے لئے خاص ہے ور اگر وحی الٰہی کی دوسری قسم ہے تو وہ بھی ابن حزم وغیرہ کے خیال میں نبوت ہی کی ایک قسم ہے تو حضرت مریم، سارہؓ، ام موسیٰ، آسیہ جیسے محترم خواتین پر اس کا اطلاق درست ہے۔ ایک تیسری رائے بھی ہے کہ وہ اس مسئلہ میں سکوت اور توقف کو ترجیح دیتے ہیں جیسے علامہ تقی الدین سبکی کی رائے ہے۔ بہر حال جمہور عورت کے نبی نہ ہو سکنے کے قائل ہیں ان کا استدلال اس آیت سے ہے "وما ارسلنا من قبلک الارجالا نوحی الیھم" یعنی ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنایا ہے جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ بعض حضرات

اس میں یہ خدشہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہاں یہ حصہ حقیقی نہ ہوبلکہ اضافی ہو اور مقصود یہ ہو کہ دیکھو! ہم نے جنس ملائکہ کو رسول بنا کر نہیں بھیجا' فرشتوں کو منصب نبوت نہیں دیابلکہ آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پھر رجالاً کی تصریح یعنی مردوں کی تخصیص ان کی شرافت' کثرت اور رجلیت کی وجہ سے کی گئی ہو انبیاء چونکہ کثرت سے مردوں میں آئے ہیں اور عورتیں اس درجہ کو نہیں پہنچی ہیں اسلئے فقط مردوں کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ عورت نبی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ مستور رہتی ہے اور نبی کا اور سب کے سامنے ظاہر وعیاں ہونا ضروری ہے۔ادعائے نبوت کیلئے بھی اور تبلیغ کیلئے بھی کہ وہ نمونہ بن سکے اور اسکی اقتداء کی جا سکے۔ نبی کو بسااوقات بہت بڑے دشمنوں اور لشکروں سے ٹکرانا ہوتا ہے جبکہ عورت نہ اسکی متحمل ہے نہ اسے لوگوں کے سامنے جانے میں اجازت ہے جو لوگ حضرت آسیہؓ اور حضرت مریمؑ کی نبوت کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہاں حدیث باب میں کمل کا لفظ وارد ہوا ہے اور بہت عورتیں کامل بھی ہوئی ہیں پس اگراس کمال سے نبوت مراد نہ لی جائے تو پھر اس تخصیص کی کیا وجہ ہوگی انکی فضیلت خاصہ کیا ہوگی۔ مگر دلیل یہ بھی ضعیف اور مخدوش ہے کیونکہ فضیلت خاصہ کیلئے یہ کیا ضروری ہے کہ انکی نبوت ہی کا اعتراف کیا جائے بلکہ کمال ولایت جو اعلیٰ درجے کی ہو اسی فضیلت خاصہ کا مصداق ہونے کیلئے کافی ہے ۔ مطلب یہ ہوگا کہ بہت سی عورتیں کامل فی الولایت ہوتی ہیں اور یہ اکمل فی الولایت تھیں۔ بعض حضرات یہ توجیہ کرتے ہیں کہ یہ ذکر ہے۔زنان گذشتہ کا کہ جو عورتیں زمانہ گذشتہ میں کامل گذری ہیں ان میں یہ اکمل ہیں جبکہ اس عہد نبوت میں حضرت عائشہؓ افضل واکمل ہیں۔ خلاصہ یہ کہ فضل کلی کسی کو بھی حاصل نہیں ہے بلکہ ایک فضل جزئی میں کوئی افضل ہے اور دوسرے فضل جزئی میں کوئی دوسرا افضل ہے۔ کسی ایک کی فضیلت جزئیہ دوسری کی فضیلت جزئیہ کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

تفضیل عائشہ علی سائر النساء : حضرت عائشہؓ کی فضیلت میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ دیگر عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت میں علماء کا اختلاف ہے۔ آیا حضرت عائشہؓ کو فضیلت تمام عورتوں پر حاصل ہے یا کچھ مستثنیٰ ہیں اور یہ کہ حضرت عائشہؓ کو حضرت خدیجہؓ پر اور حضرت فاطمۃ الزھراءؓ پر بھی فضیلت حاصل ہے یا نہیں ؟ علماء میں بعض حضرات حضرت عائشہؓ کے بعض

حضرت خدیجہؓ کے اور بعض حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی افضلیت کے قائل ہیں کیونکہ حضرت مریمؑ کی فضیلت نص قطعی سے ثابت ہے۔اور حضرت عائشہؓ کے عہد میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو سیدۃ نساء اہل الجنۃ کہا گیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ تعمیم سے اتنی بھی وسعت مراد نہیں کہ قرون اولیٰ پر بھی فضیلت لازم آجائے مثلاً اگر کسی کو افضل الناس کہا جائے تو ناس سے اسکے ہم عصر مراد ہوں گے قرون ماضیہ کے لوگ تو مراد نہیں ہوں گے البتہ اگر حضرت مریمؑ و آسیہؓ پر حضرت عائشہؓ کی فضیلت ثابت بھی ہو جائے تو عقلاً و نقلاً یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے باقی خدیجہؓ' فاطمہؓ اور عائشہؓ کے جہات فضیلت مختلف ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد سے حضرت عائشہؓ کی علمی' فقہی فضیلت اور شرف محبوبیت کی طرف اشارہ ہے۔ تینوں خواتین جنتی ہیں اور ہر ایک کو ایک خاص خاص جہت سے ایسی فضیلت حاصل ہے کہ جو اس مخصوص جہت سے سب سے افضل ہو جاتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ پہلی رفیقہ حیات اور خواتین میں پہلی مؤمنہ ہیں یہ ایسی فضیلت ہے جو کسی دوسری کو حاصل نہیں۔ حضرت فاطمہؓ حضور اقدس ﷺ کی لخت جگر اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ ہیں یہ فضیلت ان ہی کے ساتھ خاص ہے مگر کمال علمی' فقہی عظمت اور تحمل علم کی جو فضیلت سیدہ عائشہؓ کو حاصل ہے وہ نہ تو حضرت خدیجہؓ کو حاصل ہے اور نہ فاطمۃ الزہراؓ کو۔ تلقی وحی اور تلقی علم کا بڑا مقام ہے تلقی وحی اور تلقی علم ہزاروں بلکہ لاکھوں نیکیوں پر بھاری کام ہے۔ حضرت عائشہؓ ہزاروں رجال صحابہ کرامؓ پر علم کے لحاظ سے فائق ہیں۔ حدیثوں کا ایک معتدبہ حصہ ان سے منتقل ہوا ہے۔ جب حضورؐ سیدہ عائشہؓ کے پاس ہوتے تو وحی بارش کی طرح برستی تھی جیسے ایک ذہین طالب علم کلاس میں شریک ہو تو استاذ کو خود شرح صدر ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے بستر مبارک میں آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم مثلاً یہ کہ مخلوق ہیں بظاہر اسباب حضور اقدس ﷺ کا کوئی سہارا نہیں تھا۔ حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے حضور ﷺ کا سہارا بنیں "ووجدک عائلاً فاغنیٰ" حضرت فاطمہؓ کی اپنی فضیلت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے صلب سے ہیں۔ جزئیت اور بعضیت ایک مستقل شرف ہے جو سیدہ فاطمہؓ کو حاصل ہے مگر سیدہ عائشہؓ کی فضیلت' علم کا حصول و اشاعت اور وراثت نبوت کا تحمل ہے جس شرف سے بڑھ کر کوئی دوسرا شرف نہیں ہے۔